(Urdu)

1771

بسمل کی تڑپ اور کسانوں کی دردشا

1657/TOM

विभाग मंत्रालय
______________________ DEPARTMENT MINISTRY

शाखा
______________________ BRANCH

मंत्रणा संग्रह
Consultation Collection URDU

संख्या
No. 1771 — 7 — P

दिनांक
Date ______________________

विषय
Subject ______________________

पूर्व निर्देश
Previous reference

बाद का निर्देश
Later reference

بسمل کی تڑپ
اور کسانوں کی دُردشا

[illegible]

[illegible]

مرتبہ و حسب فرمائش
رام سروپ چمن لکھنوی مالک مطبع
رام سناتن پریس امین الدولہ پارک لکھنؤ

۱۰۰۰ جلد
فی جلد دو پیسہ
نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

بسمل کی تڑپ

جیل جاتے وقت پنڈت رام پرشاد بسمل کا گانا

حیف ہم جس پہ کہ تیار تھے مر جانے کو
جیتے جی ہم سے چھڑایا اسی کاشانے کو
کیا نہ تھا اور بہانہ کوئی ترسانے کو
آسماں کیا یہی باقی تھا غضب ڈھانے کو

لا کے غربت میں جو رکھا ہمیں تڑپانے کو

پھر نہ گلشن میں ہمیں لائیگا صیاد کبھی
کیوں سنیگا تو ہماری کوئی فریاد کبھی
یاد آئیگا کسے یہ دل ناشاد کبھی
ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی

اب تو کاہے کو ملے گی یہ ہوا کھانے کو

دل فدا کرتے ہیں قربان جگر کرتے ہیں
پاس جو کچھ ہے وہ ماتا کی نذر کرتے ہیں
خانہ ویران کہاں دیکھئے گھر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

جا کے آباد کریں گے کسی ویرانے کو

کوئی ماتا کی امیدوں پہ نہ ڈالے پانی
زندگی بھر کو ہمیں بھیج کے کالے پانی
منہ میں جلاد ہوئے جاتے ہیں چھالے پانی
آب خنجر کا پلا کر کے دعا لے پانی

بھرنے کیوں جائیں کہیں عمر کے پیمانے کو

کیجئے کب اسیران مصیبت چھوٹیں
اور ہند کے اب بھاگ کھلے یا پھوٹیں
دیکھئے کب تک یہ جیل میں موجیں لوٹیں
آپ دن رات مزے میں یہ بہاریں لوٹیں

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No. 1771
Date 24.1.72
GOVT. OF INDIA

کیوں نہ ترجیح دیں ہم جینے پہ مرجانے کو

ہم بھی آرام اٹھا سکتے تھے گھر پر رہ کر — ہم کو بھی پالا تھا ماں باپ نے دکھ سہہ سہہ کر
وقت رخصت انہیں اتنا بھی نہ آئے کہہ کر — گود میں اشک جو ٹپکیں کبھی رخ سے بہہ کر
طفل ان کو ہی سمجھ لینا جی بہلانے کو

دیش بھگتی کا بھی رہتا ہے ہر نس نس میں — اب تو کھا بیٹھے ہیں چتوڑ کے گڑھ کی قسمیں
سرفروشی کی ادا ہوتی ہیں یونہی رسمیں — بھائی خنجر سے گلے ملتے ہیں آپس میں
بہنیں تیار چتاؤں پہ ہیں جل جانے کو

ارضِ من خاک تری کیوں نہ ہو دل میں نازاں — چھو کے قدموں کو جو پدمنی کی ہوئی ہے ذیشاں
مرتبہ اتنا بڑھے تیری بھی تقدیر کہاں — آتے آتے جو رہے لعل تلک بھی مہماں
مانڈلے کو ہی یہ اعزاز ملا پانے کو

اپنی قسمت میں ازل سے ہی ستم رکھا تھا — رنج رکھا تھا محن رکھا تھا غم رکھا تھا
کسکو پرواہ تھی اور کس میں یہ دم رکھا تھا — ہم نے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا
دور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو

میکدہ کسکا ہے یہ جام و سبو کسکا ہے — وار کسکا ہے مری جان یہ گلو کسکا ہے
جو بہے قوم کی خاطر وہ لہو کس کا ہے — آسماں صاف بتادے تو عدو کسکا ہے
کیوں نئے رنگ بدلتا ہے تو بہکانے کو

درد مندوں سے مصیبت کی حلاوت پوچھو — مرنے والوں سے ذرا لطف شہادت پوچھو
چشم مشتاق سے کچھ دید کی حسرت پوچھو — کشتۂ ناز سے ٹھوکر کی قیامت پوچھو

سوز کہتے ہیں جسے پوچھ لو پروانے کو

نہ میسر ہوا راحت میں کبھی میل ہمیں — جان پر کھیل کے بھایا نہ کوئی کھیل ہمیں
یاد آئے گا علی پور کا بہت جیل ہمیں — ایک دن کو بھی نہ منظور ہوئی "بیل" میں
لوگ تو بھول گئے ہونگے اس افسانے کو

اپنا تو غم نہیں لیکن یہ خیال آتا ہے — مادرِ ہند پہ کبتک یہ زوال آتا ہے
ہر دیال آتا ہے یورپ سے نہ لال آتا ہے — قوم کے حال پہ رہ رہ کے ملال آتا ہے
منتظر رہتے ہیں ہم خاک میں ملجانے کو

نوجوانو! جو طبیعت میں تمہاری کھٹکے — یاد کر لینا ہمیں بھی کبھی بھولے بھٹکے
آپکے عضو بدن ہوویں جدا کٹ کٹ کے — اور صد چاک ہو ماتا کا کلیجہ پھٹ کے
پر شکن آئے نہ ماتھے پہ قسم کھانے کو

بات تو یہ ہے کہ اس بات کی ضدیں ٹھانیں — قوم کے واسطے قربان کریں سب جانیں
کہتا ہے خون سے اپنا نہ گریباں سانیں — لاکھ سمجھائے کوئی اسکی نہ ہرگز مانیں
ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

اب تو ہم ڈال چکے اپنے گلے میں جھولی — ایک ہوتی ہے فقیروں کی ہمیشہ بولی
خون سے پھاگ رچائیگی ہماری ٹولی — جیسے بنگال میں کھیلے تھے "کنہائی" ہولی
پوچھتا اب تو نہیں کوئی بھی برسانے کو

شمس الشعرا حضرت مشتاق لکھنوی کی لاجواب تصنیف ہے
قومی بشارت نامہ — تمام قومی شہیدوں کے حالات منظوم کئے گئے ہیں قیمت فی جلد ۴

نوجوانو اُٹھو موقعہ ہے یہی کھل کھیلو سختیاں راہ میں جو آئیں خوشی سے جھیلو
مادرِ ہند کے صدقے میں جوانی دے دو پھر ملیں گی نہ یہ ماتا کی دعائیں لے لو
دیکھیں کون آتا ہے ارشاد بجا لانے کو

جیل بھارت باسیوں کو دھرم شالہ ہو گیا

پھر سے بھارت ورش تیرا بول بالا ہو گیا فیض گاندھی سے اندھیرے میں اجالا ہو گیا
ہو گیا کلجگ میں ست جگ ستیہ کے پرکاش سے پھول کانٹوں سے نکلکر پشپ مالا ہو گیا
تم جسے سمجھے تھے اپنا ڈس لیا اُس نے تمھیں آخرش گورا تمہارے حق میں کالا ہو گیا
بے خطا چھوٹے بڑے اہلِ وطن مارے گئے سُرخرو تم ہو گئے مُنہ اُن کا کالا ہو گیا
دھرم کی اب شاخ دیکھو پھولنے پھلنے لگی بااثر ہر صابر و شاکر کا نالا ہو گیا
لیڈروں نے اس طرح سے جیلخانے بھر دیے مُنہ دھواں ظالم کا جیلر کا دیوالہ ہو گیا
اے چمن یہ دیکھ لینا لیکے نکلیں گے سوراج
جیل بھارت باسیوں کو دھرم شالہ ہو گیا

آزادی لکھنؤ
اردو زبان کا قوم پرست اخبار ہے۔ سالانہ قیمت بارہ روپیہ ہے۔ ہر محب وطن کا فرض ہے کہ ایک بار اسکا مطالعہ کرے۔

ملے سوراج تو زراعت یہ سکہ کر کے چھوڑینگے

ہے ظالم کس گماں میں دو لیلے کیا کر کے چھوڑینگے
ادھر یہ بزم زندان میں حشر برپا کر کے چھوڑینگے

جواں مردوں کی تیغ تیز کا جوہر ہے عریانی
نہیں پروا اگر وہ ہمکو ننگا کر کے چھوڑینگے

ابھی جو نوچتے ہیں اپنی بوٹی بھوک کے مارے
وہی اک دن ستمگر کا نوالہ کر کے چھوڑینگے

لگان اب تو کسانوں سے ادا ہو ہی نہیں سکتا
وہ ارزانی غلہ سے دیوالہ کر کے چھوڑینگے

زمینداروں کے دم پر آبنی ہے کشمکش میں جاں
زمینوں کے محاصل اُن کو پیڑا کر کے چھوڑینگے

جنھوں نے حضرت آدم کو جنت سے نکالا تھا
وہی گیہوں ولایت کو روانہ کر کے چھوڑینگے

سیہ خانہ میں متھرا کے ہوئے تھے کرشن جی ظاہر
تو ہم تاریک زنداں میں اُجالا کر کے چھوڑینگے

اگر عمال کرتے ہیں ہمیں پامال کرنے دو
یہی اعمال آن اُن کو خستہ کر کے چھوڑینگے

چھپی ہیں گاندھی چرخے میں یہ چرخ پیر کی چالیں
اسی چرخے سے وہ اعدا کو چرخا کر کے چھوڑینگے

ہماری توپ کھدر اور بندوق اپنا چرخہ ہی
اسی سے ہم عدو کو رن میں پسپا کر کے چھوڑیں گے

زیشتی کپڑے ہنسینگے جو مرتے پر شہیدوں کے
وہ گویا ان کے خون کا نوش پیالا کر کے چھوڑیں گے

وطن والوں کی یہ قربانیاں خالی نہ جائیں گی
مرینگے یہ تو مُردوں کو بھی زندہ کر کے چھوڑیں گے

شہیدانِ وطن اپنا کرینگے خون اگر پانی
تو غلہ اِس زمانے سے بھی سستا کر کے چھوڑیں گے

ستم سرمایہ داروں کا نہ مزدوروں پہ پھر ہوگا
جو مزدوروں کی مجلس میں وہ ایکا کر کے چھوڑینگے

چمنؔ صاحب نے بھی کیا خوب ٹکسالی زباں پائی
ملے سوراج تو رائج یہ سکہ کر کے چھوڑینگے

ہماری کتابوں میں عموماً تازہ ترہ دردناک اور سچے واقعات زیور نظم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ محبانِ وطن کو ایکبار ضرور ملاحظہ فرمانا چاہیے۔

قومی غزل

اب ہوش کو سنبھالو ہندوستان والو — بگڑی ہوئی بنالو ہندوستان والو
دورِ غلامی کی حسرت دنیا سے مٹتے ہو — اب کالی گھٹا ٹالو ہندوستان والو
نیند میں ہو کب سے غفلت کی کب تک خواری — اب ہو چکی۔ دیکھو بھالو ہندوستان والو
محتاجی نہ کرتے نادانوں سے بھی ڈرتے — سر سے بلا یہ ٹالو ہندوستان والو

آیا چمن میں گلچیں لٹنے کو پھول پر ہیں۔
مالی سے اُسے نکالو ہندوستان والو

جب کبھی آپ کو ہر قسم کی علمی۔ اخلاقی
اور روحانی کتابوں کی ضرورت ہو
ادھیاتم پستکالیہ امین الدولہ پارک
لکھنؤ سے خریدیے